شرک اور اس کی اقسام

از: حضرت مولانا سیف الرحمن الفلاح ۔ اوکاڑہ

کسی درخت، پتھر، قبر اور فرشتہ کو نفع ونقصان کا مالک تصور کرنا شرک ہے۔

جو شخص کسی درخت، پتھر، قبر، فرشتہ اور جن وغیرہ یا کسی زندہ یا مردہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ نفع نقصان کا مالک ہے یا وہ اللہ کے قریب کردیتا ہے یا اس کی بارگاہ میں اس کی دنیوی حاجت کی سفارش کرتا ہے اور صرف اس کی سفارش سے اللہ تعالی اس کی حاجت پوری کرتا ہے یا اس کی بارگاہ میں وہ وسیلہ بنتا ہے تو ایسا آدمی مشرک ہے اور اس کا یہ عقیدہ سراسر شرک ہے جیسا کہ مشرک لوگ بتوں کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو شخص کسی مردہ یا زندہ کے لئے اپنے مال یا اولاد کی نذر مانتا ہے یا اس سے ایسے امور کی درخواست کرتا ہے جو غیر اللہ سے طلب کرنا جائز نہیں جیسے کسی کی بیماری سے صحت یابی کی درخواست یا کسی غائب کے حاضر ہونے کے لئے فریاد یا کسی اور مطلب براری کی خاطر اس سے درخواست کرنا بلاشبہ شرک ہے۔ بتوں کے پجاری اس مرض میں عام مبتلا ہیں۔

نام کی تبدیلی سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی

میت وغیرہ کے لئے مال کی نذر ماننا قبر پر جاکر جانور قربانی کرنا۔ اس سے وسیلہ پکڑنا اور اپنی حاجت کا سوال کرنا۔ یہ وہی امور ہیں جو دور جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا نام "وثن" اور "صنم" رکھا ہوا تھا اور اہل قبور انکو "ولی" تصور کرتے اور ان کی قبروں کو "مزار" کہتے ہیں۔ حالانکہ کسی شے کا نام تبدیل کرنے سے اس کے

لغوی، عقلی اور شرعی معانی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے اور اسے پانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ حقیقتاً شراب ہی پیتا ہے اور اس کا عذاب شراب پینے والے سے کم نہیں ہوگا بلکہ شاید اسکے عذاب میں اضافہ ہو کیونکہ اس نے نام تبدیل کرکے دھوکا، فریب اور جھوٹ سے کام لیا ہے۔
چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو شراب خور ہوگی وہ شراب کا نام کوئی اور رکھ لیں گے۔ آج فاسقوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو شراب کا رسیا ہے لیکن شراب کو نبیذ کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ سب سے پہلا شخص ابلیس تھا جس نے ایسی اشیاء کے نام تبدیل کئے جو لوگوں کے لئے خوشی کا باعث تھے۔ لیکن اللہ کی ناراضگی کے موجب تھے۔ اس نے حضرت آدمؑ سے کہا جیسے قرآن پاک نے اس کی حکایت کی ہے۔(یا آدم هل ادلک علی شجرة الخلد وملک لا یبلی)(طٰہ : ۱۲۰)
اے آدم! آؤ میں آپ کو ایک ایسے درخت کی خبر دوں جسے کھانے سے تو ہمیش ہمیشہ رہے گا اور ایسے ملک کے متعلق بتاؤں جسے زوال نہیں۔
اس نے اس درخت کا نام جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ "شجرة الخلد" رکھا تاکہ اپنے اختراعی نام کے ساتھ اس کی طبعیت کو اس کی طرف مائل کرے۔ اور اس کے قلب میں تحریک پیدا کرے اور اسے دھوکا اور فریب دے جیسے اس کے بھائی جو اس کے مقلد ہیں جو رات دن بھنگ کے نشہ میں مخمور رہتے ہیں۔ بھنگ کو فرحت وسرور کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے جور وجفا کے خوگر۔ لوگوں کے مال پر ظلم و زیادتی سے قبضہ کرتے ہیں اور اس کا نام ادب رکھتے ہیں۔ وہ کبائر گناہوں کو قتل کا ادب چوری کا ادب اور تہمت کا ادب کہتے ہیں۔ وہ ظلم کو ادب سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے بعض مقبوضہ مال کو نفع اور کمیشن سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض ماپنے اور تولنے کا ادب کہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام امور اللہ کے نزدیک ظلم وزیادتی کے مترادف ہیں جیسا کہ کتاب وسنت سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا جانتا ہے کہ یہ تمام باتیں اسے ابلیس نے سکھلائی ہیں۔ جس نے شجر ممنوعہ کا نام "شجرة الخلد" رکھا تھا۔

کسی قبر کو مزار کہنے سے وہ صنم کے حکم سے خارج نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح کسی قبر کو مشہد یا مزار کہنے اور قبر کے مردہ کو ولی تصور کرنے سے اسے صنم اور وثن کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ اور سلوک برتتے ہیں جیسے مشرک لوگ بتوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور انکے گرد یوں طواف کرتے ہیں جیسے حاجی لوگ بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور اسے یوں بوسہ دیتے ہیں جیسے حجاج کرام حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور میت سے ایسے کلمات کے ساتھ خطاب کرتے ہیں جس کے کفریہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جب وہ کسی مصیبت کے بھنور میں پھنستے ہیں تو انکا نام لے کر

پکارتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا یہ کام آپ نے اور اللہ نے کرنا ہے ۔ قریباً ہر ملک میں کوئی نہ کوئی ایسا آدمی ہوتا ہے جسے وہ پکارتے ہیں چنانچہ اہل ہند اور اہل عراق شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح کو پکارتے ہیں ۔ اہل تہامہ نے ہر شہر میں ایک ایک میت کا انتخاب کیا ہوا ہے اور رنج و غم کے موقع پر اسے پکارتے ہیں وہ کبھی یا زیلعی اور کبھی یا ابن العجیل کے نعرے لگاتے ہیں ۔ اہل مکہ اور اہل طائف ابن عباسؓ کو پکارتے تھے ۔ اہل مصر یا رفاعی کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ نیز بدوی اور سادات بکر کو پکارتے ہیں ۔ پہاڑی علاقے کے لوگ ابو طیر کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ اہل یمن ابن علوی کے دلدادہ اور شیدائی ہیں چنانچہ ہر ملک میں ہر شہر میں کوئی نہ کوئی مردہ ایسا ہوتا ہے جسے وہ پکارتے اور اپنی فریادیں لے کر اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ۔ وہ اپنے فوت شدہ بزرگوں اور نیک لوگوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کو آرام پہنچانے اور تکلیف رفع کرنے پر قادر ہیں ۔ تو ان لوگوں کے افعال بعینہٖ مشرکوں جیسے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے ۔ اس امر کا ذکر ہم نے نجدی اشعار میں وضاحت سے کیا ہے ۔

(ہمارے پاکستان کے لوگ اس میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں ۔ چنانچہ بعض لوگ اٹھتے بیٹھتے "شیخ صاحب" کا نام لیتے ہیں اور اسے بطور وظیفہ پڑھتے ہیں جیسا کہ امداد کن ، امداد کن ، در دین و دنیا شاد کن از بند غم آزاد کن یا شیخ عبدالقادرا اور بعض شیخ فرید الدین صاحب کا ہر وقت وظیفہ کرتے ہیں جس کے شرک ہونے میں رائی بھر شبہ نہیں ۔ اعاذنا اللہ من الشرک والکفر ۔

اللہ کے نام کی قربانی کسی قبر پر لے جاکر دینا شرک ہے ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے ، " میں نے قربانی کے جانور پر اللہ نام لیا ہے اور اس کے نام پر دی ہے " ۔ تو آپ ان سے دریافت کیجئے کہ ، اگر تمہارا مقصد واقعی اللہ کے نام پر قربانی دینا تھا تو تم باب مشہد کی فضیلت تصور کرتے ہوئے اور اس کے متعلق حسن ظن رکھتے ہوئے وہاں جاکر قربانی کیوں دی ؟ پھر آپ ان سے پوچھیے !!! بتلاؤ تم نے باب مشہد کے پاس لے جاکر قربانی اس لئے دی ہے کہ تم اس کی فضیلت اور مرتبہ کو بلند تصور کرتے ہو اور اس کی تعظیم کرتے ہو ؟ اگر انکا جواب اثبات میں ہو تو آپ ان کو بتلا دیں کہ تم نے غیر اللہ کے نام پر قربانی دی اور تم نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اگر وہ کہے اس سے میرا ارادہ اس قبر کی تعظیم ہرگز نہیں تو آپ ان سے پوچھیے کہ کیا پھر تم وہاں پر نجاست اور گندگی پھیلانے کے خواہاں ہو؟ ۔ وہاں پر جانے والوں کو خون وغیرہ سے آلودہ کرنا چاہتے ہو ؟ مگر آپ کا یہ ارادہ ہرگز ہرگز نہیں ۔ بلکہ اس کے برعکس آپ کے ذہن میں پہلا ارادہ تھا اور اسی ارادے کو لے کر گھر سے نکلے تھے ۔ اس طرح اللہ کو خوش کرنے کی خاطر انکو پکارنا تو یہ سب ایسے امور ہیں کہ جن کے شرک

ہونے میں ذرا برابر بھی شائبہ نہیں۔

فاسقوں اور فاجروں کے متعلق حسن ظن

بعض لوگ کچھ فاسق وفاجر لوگوں کے متعلق۔ جو زندہ ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصائب کے موقعہ پر وہ ان کے کام آتے ہیں۔ چنانچہ خواہ امن وسکون کی زندگی بسر کر رہے ہوں یا کسی مصیبت کے پنجہ میں گرفتار ہوں وہ ان فاسقوں اور فاجروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ حالانکہ ان کے چہرے پر نیکی اور بھلائی کے آثار نظر نہیں آتے اس کے برعکس وہ افعال شنیعہ اور امور قبیحہ میں شبانہ روز مصروف رہتے ہیں۔ اللہ نے ان کو جہاں پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے حاضر نہیں ہوتے ۔۔ وہ جمعہ اور جماعت کے تارک ہوتے ہیں ۔۔ کسی بیمار کی عیادت کرنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کسی میت کے جنازہ میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ اکل حلال کے طلب گار نہیں ہوتے۔ وہ اپنے آپکو متوکل علی اللہ کہتے ہیں۔ وہ علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ابلیس ان کی طرف اپنی ایک جماعت بھیجتا ہے جو پوری طرح ان کے قلوب پر چھا جاتے ہیں۔ وہ ان کے نعروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ انکی تعظیم کرتے ہیں اور رب العالمین کے ساتھ شریک بناتے ہیں ۔۔ افسوس! ان کی عقل کو کیا ہوگیا؟ انکی شریعت کہاں گئی کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ جن کو وہ پکارتے ہیں وہ ان جیسے بندے ہی تو ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم) (الاعراف: ١٩٤)

یعنی اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم (اپنی فریاد رسی کے لئے) پکارتے ہو وہ تم جیسے انسان ہیں۔

اہل قبور سے کچھ طلب کرنا گناہ ہے

سوال:۔ جو لوگ اولیاء کی قبروں اور زندہ فاسق لوگوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کیا یہ ان مشرکوں جیسے ہیں جو بتوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب ۔ ہاں! کیونکہ ان لوگوں نے بھی ایسے کام کئے جو وہ لوگ کرتے تھے۔ بدیں وجہ ان کے امور میں ان کے برابر ہوگئے۔ بلکہ اس فاسد عقیدہ اور اطاعت اور عبادت کرنے میں ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ لہذا ان کے مابین کوئی فرق نہیں۔

قبر پر جاکر صاحب قبر سے حاجت براری کی درخواست کرنا شرک ہے

سوال:۔ اہل قبور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں نہ اس کا کوئی شریک بناتے ہیں۔ اولیاء کی قبروں پر جاکر التجا براری کرنا شرک نہیں، تو اس کیا جواب ہے؟

جواب وہ زبان سے کچھ اور کہتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ ان کی سراسر جہالت ہے۔ درحقیقت وہ شرک کے معانی اور مفہوم سے آگاہ نہیں کیونکہ اولیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہوئے انکی قبروں کے پاس جاکر دعا کرنا قربانی کرنا شرک ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمان باری تعالی ہے:

(فصل لربک وانحر) (الکوثر) یعنی اللہ کے سوا کسی کے نام کی نماز اور قربانی نہ کیجئے۔

چنانچہ ظرف کی تقدیم اس پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اللہ کا فرمان ہے:

(فلا تدعوا مع الله احداً) (الجن: ۱۸) کسی اور کو اللہ کے ساتھ مت پکارو۔ آپ کو علم ہوگا جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں ذکر کرچکے ہیں کہ اللہ تعالی نے ریاکاری کو بھی شرک سے تعبیر کیا ہے۔ تو پھر جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہوگا؟ یہ لوگ جو کچھ اپنے اولیاء کے لئے کرتے ہیں وہی امور مشرک لوگ بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے انکو مشرکوں کے زمرہ میں شامل کیا گیا اور انکا یہ کہنا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اس کی کچھ وقعت نہیں کیونکہ ان کا فعل ان کے قول کی تکذیب کرتا ہے۔

شرکیہ امور شرک کے موجب ہیں خواہ فاعل کی یہ نیت نہ ہو

سوال:۔ اگر کوئی کہے وہ تو جاہل ہیں ان کو اس بات کا علم نہیں کہ وہ جو افعال کرتے ہیں انکے لئے مشرک ہونے کا باعث ہیں؟

جواب۔ میں کہتا ہوں فقہاء نے کتب فقہ میں "باب الردہ" میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص کفریہ کلمہ کہتا ہے وہ کافر ہوجاتا ہے خواہ اس کے معانی اس کے پیش نظر ہوں یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت اور توحید کی اہمیت سے بے خبر ہیں اس صورت میں وہ حقیقتاً کافر ہوئے۔ کیونکہ اللہ نے اپنے بندوں پر اپنی عبادت کرنا فرض قرار دیا ہے۔ نیز حکم فرمایا ہے کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک مت ٹھہرائیں اور اس کے لئے خالص عبادت کریں جیسے ارشاد باری تعالی ہے:۔

(وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین) (البینة: ۵)

انکو تو یہ حکم ملا تھا کہ وہ اللہ کے لئے عبادت خالص کریں (اس کا کوئی شریک نہ بنائیں) تو جو شخص رات دن پوشیدہ

اور اعلانیہ طور پر اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے اللہ کو پکارتا ہے ۔ پھر اس کے ساتھ کسی اور کو پکارتا ہے تو وہ اس کی عبادت میں شرک کرتا ہے کیونکہ دعا عبادت ہے ۔ اور اللہ نے اسے عبادت فرمایا ہے جیسا کہ (ادعونی استجب لکم) کے بعد فرمایا (ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین) (المؤمن : ۶۰)

جو لوگ میری عبادت سے (یعنی میری بارگاہ میں دعا کرنے سے) انکار کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے ۔

کیا مشرکوں سے جہاد کرنا واجب ہے

سوال : کیا ایسی صورت میں مشرکوں کے خلاف جہاد واجب ہے ؟ نیز ان سے ایسا سلوک کرنا جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے ساتھ کیا ۔ واجب ہے ؟

جواب : اہل علم کی ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں سب سے پہلے ان کو دعوت توحید دی جائے اور اس امر کی وضاحت کی جائے کہ جن کے متعلق وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ان کے نفع ونقصان پر قادر ہیں ، اللہ کے ہاں وہ ان کے کسی کام نہیں آئیں گے نیز وہ ان کی مانند ہیں ۔ ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ ان کے کام آئیں گے ۔ شرک ہے ۔ ایمان کی تکمیل اس وقت ہوگی جب اس شرک سے باز آجائے ۔ اللہ کی طرف سے رسول جو احکام لے کر آئے انکی پیروی کرے اور شرک سے توبہ کرے ۔ اعتقادی اور عملی طور اللہ کی توحید کا اقرار کرے ۔ یہ علماء کی ڈیوٹی ہے ۔ یعنی اس بات کا ذکر کرنا اور لوگوں کو بتانا کہ ایسا اعتقاد جس کی وجہ سے لوگ قبروں پر جاکر قربانیاں کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں اور قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں شرک ہے اور یہ سب کچھ وہی ہے جو بتوں کے پجاری بتوں کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے ۔ جب علماء بادشاہوں اور صاحب امر لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت کریں تو ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خالص توحید کی دعوت کے لئے داعی اور مبلغ بھیجیں ۔ تو جو شخص انکی نصیحت کو قبول کرکے شرک سے باز آجائے اور خالص توحید کا اقرار کرے تو اس کی جان ، مال اور اولاد کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر واجب ہوگا ۔ اس کے برعکس اگر وہ انکی نصیحت کو قبول نہ کرے اور شرک پر اڑا رہے تو اللہ نے مسلمانوں کے لئے اس کی ہر وہ شے مباح قرار دی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشرکوں کی مباح قرار دی تھی ۔

استغاثہ کے جواز میں ایک مغالطہ اور اس کا جواب

سوال: اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ استغاثہ یعنی فریادرسی کرنا، غیر اللہ کے سامنے درخواست کرنا۔ احادیث سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قیامت کے روز لوگ ابوالبشر حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کی درخواست کریں گے لیکن وہ ان کی درخواست کو رد کردیں گے۔ پھر باری باری حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے پاس درخواست کریں گے لیکن وہ بھی انکی درخواست کو ٹھکرادیں گے اور اپنی اپنی معذرت پیش کریں گے پھر سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کریں گے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

جواب: انکی یہ بات سراسر دھوکا ہے کیونکہ اللہ کی مخلوق سے ایسے امور میں مدد طلب کرنا، جن پر وہ قادر ہیں۔ کوئی انکار نہیں کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں اسرائیلی اور قبطی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ذکر فرمایا:- (فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه) (القصص: ۱۵)
جو اس (حضرت موسیٰؑ) کی قوم سے تھا اس نے اپنے دشمن کے خلاف (حضرت موسیٰؑ سے) مدد طلب کی بلکہ یہاں پر تو اہل قبور سے استغاثہ اور فریادرسی کی درخواست کرنا کا جھگڑا ہے۔ جو اپنے الیاء سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان سے ایسے امور مطالبہ کرتے ہیں جو ان کے دائرہ قدرت سے باہر ہیں۔ جن پر صرف اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے۔ مثلاً مریض کو تندرستی سے ہمکنار کرنا وغیرہ۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہے کہ قبروں کے پجاری اور ان کے ہمنوا ان کے تابعدار اپنی اولاد میں سے ان کے لیے حصہ مقرر کرتے ہیں او ابھی بچہ ماں کے پیٹ میں ہی ہوتا ہے جبکہ ان کا نذرانہ ادا کرتے ہیں تاکہ وہ اس عالم کون و مکان میں کچھ وقت زندگی کا لطف اٹھائے۔ مزید برآں ایسے امور کرتے ہیں جو مشرک لوگ کرتے ہیں۔

مجھے کسی آدمی نے خبر دی جو اہل قبور کے نذرانے وصول کیا کرتا تھا کہ ایک شخص کچھ درہم ودینار اور زیورات لے کر ایک قبر پر حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ فلاں قبر والے کی منت ہے اس سے اس کی مراد ایک مخصوص قبر والا تھا۔ کہنے لگا: یہ میری بیٹی کا نصف مہر ہے کیونکہ میں نے اس کا نکاح دے دیا ہے اور اس نصف [illegible] شخص کو مالک بنادیا ہے۔ اس سے اس کی مراد صاحب قبر تھا۔ اس نے مالی نذروں میں سے بھی ایک حصہ [illegible] کے لیے مقرر کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ کچھ لوگ اپنی کھیتی اور دیگر آمدن میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں اور اس کا نام قلم (چراگی) رکھتے ہیں یہ لفظ اہل یمن کے کچھ لوگ بولتے ہیں۔ یہ وہی امور ہیں جو بتوں کے پجاری کیا کرتے تھے اور ان پر اللہ کا یہ فرمان یقیناً صادق آتا ہے:

(ویجعلون لما لا یعلمون نصیباً مما رزقناھم) (النخل، ۵۶)
یہ لوگ (کافر) جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ حصہ ان کا مقرر کرتے ہیں جن کو شعور ہی نہیں۔

زندہ لوگوں سے مدد طلب کرنا شرک نہیں

ہاں البتہ قیامت کے روز بندوں کا مدد طلب کرنا اور انبیاء سے درخواست کرنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین حساب وکتاب کا معاملہ ختم کرادے تاکہ موقف کے ہول سے ان کو چھٹکارا حاصل ہو۔ اس کے جائز ہونے کے متعلق شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یعنی اپنے کسی بھائی کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنا۔ بلکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جبکہ وہ عمرہ کرنے کے لیے تیار تھے۔
(" لا تنسانا یا اخی من دعائک " (مشکوۃ جلد ثانی) ۔ اے میرے بھائی ! میرے حق میں دعا کرنا مت بھولیے !

اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ مومنوں کے لئے بخشش و غفران کی دعا کریں
چنانچہ فرمان الٰہی ہے (ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان)(الحشر، ۱۰)
الٰہی ہماری بخشش فرما اور ہمارے بھائیوں کی بھی بخشش فرما جو کہ ہم سے پہلے ایمان کی حالت میں (دار فانی) سے انتقال کر گئے۔

حضرت ام سلیمؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! اپنے خادم حضرت انسؓ کے حق میں دعا فرمائیے۔ جب آپ اس عالم رنگ وبو میں قیام فرماتھے تو آپؐ کے صحابہ کرامؓ بارش کی دعا آپ سے کرایا کرتے تھے ...... اس کے جواز کا کوئی منکر نہیں۔

مُردوں سے حاجت طلب کرنا شرک ہے

ہاں البتہ قابل اعتراض اور مشکوک بات یہ ہے جو قبر پرست مردوں سے طلب کرتے ہیں یا زندہ لوگوں سے ایسے امور کی درخواستیں کرتے ہیں جن کو اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں۔ جو اپنی موت وحیات کے معاملہ میں بے بس ہیں۔ جن کو اس امر کا علم نہیں کہ قیامت کب آئے گی ؟ ۔ ایسے لوگوں سے بیماروں کے لئے شفا طلب کرتے ہیں، درخواست کرتے ہیں کہ ان کا مفرور واپس آجائے ۔ حمل کی حفاظت کے لئے ان کے پاس درخواست

لے کر جاتے ہیں ۔ کھیتی سرسبز اور شاداب ہونے کی درخواست کرتے ہیں ۔ ان کے مویشیوں کی افزائش دودھ اور نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کے پاس درخواست لے کر جاتے ہیں ۔ حالانکہ یہ ایسے امور ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی ان امور کے کرنے پر قادر ہے ۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:۔

(ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم) (الاعراف، ۱۹۴)

(اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) تم جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں ۔

ایک بے جان شے سے کیسے کچھ طلب کیا جاسکتا ہے؟ یا ایک جاندار سے جس سے بے جان کو فوقیت ہو، کیا کچھ طلب کیا جاسکتا ہے ؟؟؟ کیونکہ وہ کسی بات کا مکلف نہیں ۔

غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز شرک ہے

یہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے جو مشرک لوگ کرتے تھے جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

(وجعلوا لله مما ذرء من الحرث والانعام نصيباً فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا) (الانعام، ۱۳۶)

اللہ نے جو کھیتی اور چوپائے پیدا کئے ان میں سے ایک حصہ (یہ کافر لوگ) نکالتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا (حالانکہ ان کی بات غلط ہے)

(ويجعلون لما لا يعلمون نصيباً مما رزقنهم تالله لتسئلن عما كنتم تفترون) (النحل، ۵۶)

جو ہم نے ان (مشرکوں) کو رزق دیا اس میں سے ایک حصہ (ان بتوں کے نام) دیتے ہیں جن کو کچھ شعور نہیں۔ قسم ہے رب العزت کی ! (اے کافرو!) جو تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو قیامت کو اس کی باز پرس ضرور ہوگی۔

یہ قبر پرست اور زندہ جاہل لوگوں کے متعلق حسن عقیدت کا اظہار کرنے والے اور ان کی گمراہی اور جہالت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھنے والے مشرکوں کی راہ پر ہو بہو چل پڑے۔

اور ان کے متعلق ایسا عقیدہ رکھا جو اللہ کے سوا کسی کے متعلق ہرگز جائز نہیں اور ان کے لئے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کیا ۔ اپنے گھروں سے ان قبروں کی زیارت کا ارادہ لے کر گھر سے نکلے اور قبروں کے گرد طواف کیا ۔ ان کے سامنے عاجزی سے دست بستہ کھڑے ہوئے دکھ اور تکلیف کے موقع پر اللہ کو یاد کرنے کی بجائے انکا نام لے لے کر پکارا اور ان کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے انکے نام پر قربانی دی ۔ حالانکہ یہ تمام امور از قبیل عبادات ہیں ۔ جب کہ ہم شروع میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں ۔ مجھے اس بات کا علم نہیں، آیا ان کو کوئی سجدہ کرتا

ہے یا نہیں ؟ ۔ لیکن ایسے امر کا وقوع ان سے کوئی بعید نہیں۔ چنانچہ ایک ثقہ روای نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کسی ولی کی قبر پر پیشانی جھکائے ہوئے تھا اس سے اس کی غرض و غایت میت کی تعظیم کرنا اور اس کی عبادت کرنا تھا ۔

غیر اللہ کے نام پر قسم اٹھانا شرک ہے ۔

مشرک لوگ بتوں وغیرہ کا نام لے کر قسمیں کھاتے ہیں ۔ بلکہ جب کوئی شخص اللہ کا نام لے کر قسم کھائے تو اس کی قسم مسترد کرتے ہیں اور جب کسی ولی یا بزرگ کا نام لے کر قسم کھائے تو اسے فوراً قبول کرلیتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں ۔ بتوں کے پجاریوں کا بھی یہی حال اور طریقہ تھا ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے :۔

(واذا ذكر الله وحده اشمازت قلوب الذين لايؤمنون بالاخرة و اذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون)(الزمر ۴۵)

جب ایک اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکو ناگوار گزرتا ہے ۔ جب اللہ کا نام چھوڑ کر اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوشی میں پھولے نہیں سماتے ۔

ایک حدیث میں ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،

"من حلف فليحلف بالله او ليصمت" (صحیح بخاری)

جو قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لات کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا تو اسے حکم دیا تم "لا الہ اللہ" پڑھو ۔

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ بت کی قسم اٹھانے کے باعث مرتد ہوگیا تھا بدیں وجہ آپ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ اپنے ایمان کی تجدید کرے کیونکہ وہ اس کلمہ کے ساتھ کفر کرچکا ہے بلوغ المرام کی شرح سبل السلام اور منحۃ الغفار میں اس کی پوری پوری وضاحت کرچکے ہیں ۔

کیا کلمہ گو کو مشرک کہنا جائز ہے ؟

سوال ؛ اگر آپ کہیں کہ اسے کفار کے برابر شمار کرنا ناروا ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ کلمہ پڑھ چکے ہیں اور آپؐ کا ارشاد گرامی ہے ۔ جب تک لوگ کلمہ لاالہ الا اللہ نہیں پڑھتے مجھے ان سے جنگ کرنے کا حکم ہے ۔ مگر

جب کلمہ لیں تو ان کے جان ومال کی حفاظت ہمارے ذمے ہے ۔ ہاں البتہ اگر اسلام کا ان پر کوئی حق ہو تو انہیں قتل کیا جاسکتا ہے ۔

حضرت اسامہؓ بن زید کو ڈانٹتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، " لا الہ الا اللہ " جب اس نے پڑھا تھا تو اس کے بعد تونے اسے کیوں موت کے گھاٹ اتارا ؟ یہ لوگ روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور بیت اللہ کا حج کرتے ہیں تو پھر یہ مشرکوں جیسے کیونکر ہوئے ؟ مشرک لوگ ان میں سے کوئی کام نہیں کرتے !

جواب ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا " الا بحقها " تو حق سے مراد اللہ کو الوھیت اور عبودیت میں واحد ماننا ہے ۔ لیکن قبروں کے پجاری اس کو واحد تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ اور لوگوں کی عبادت کرتے ہیں ۔ بدیں وجہ صرف کلمہ شہادت کے اقرار سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ۔ کلمہ شہادت صرف اس شخص کے لئے سود مند ہوگا جو اس کے معانی کے مطابق عمل کرے گا ۔ یہود کے لئے بھی یہ کلمہ مفید نہ ہوا کیونکہ انہوں نے کچھ انبیاء کو مانا اور کچھ انبیاء کا انکار کردیا ۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے مبعوث کردہ رسولوں کے سوا کسی اور کو تسلیم کرتا تو اسے بھی کلمہ شہادت فائدہ نہ دے گا ۔ کیا آپ کو اس بات کو علم نہیں کہ بنو حنیفہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کا اقرار کرتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے ۔۔ مگر انہوں نے مسیلمہ کذاب کو اپنا نبی تسلیم کیا ۔ جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے ان سے جنگ کی اور ان کو قیدی بنایا ۔ تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو کسی ولی یا بزرگ کو الوھیت کے ساتھ مختص کرتا ہے اور مشکلات میں دستگیری کے لئے اسے پکارتا ہے ۔

امیرالمؤمنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے عبد اللہ بن سبا کے ساتھیوں کو آگ میں جلا دیا تھا ۔ حالانکہ وہ " لا الہ اللہ محمد رسول اللہ " پڑھتے تھے ۔ مگر انہوں نے حضرت علیؓ کی شخصیت میں نہایت غلو سے کام لیا اور انکے متعلق ایسا عقیدہ رکھا جو اہل قبور اور دیگر مشرک لوگ رکھتے تھے ۔ چنانچہ ان کو ایسی سزا دی جو آج تک کسی نافرمان کو نہیں دی گئی ۔ ان کے لئے کھائی کھودی گئی ۔ پھر اس میں آگ جلائی گئی اور ان سب کو اس میں پھینکا گیا ۔ پھر کہا، " میں نے جب برا کام دیکھا تو آگ جلائی اور اپنے غلام قنبر کو بلایا

ایک اور شاعر کہتا ہے ،

مجھے موت خواہ کہیں پھینک دے مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ اس کھائی میں نہ پھینکے جب انہوں نے اس کھائی میں آگ جلائی تو مجھے اپنی موت سامنے نظر آنے لگی اور میں نے یقین کرلیا کہ ہم نے کچھ کیا اس کی سزا کو کوئی دیر نہیں ہوگی ۔

ان کا واقعہ فتح الباری وغیرہ کتب حدیث میں اور سیرت میں مذکور ہے تمام امت کا اس امر پر اجماع ہوچکا ہے کہ بعثت کا منکر کافر ہے اور واجب القتل ہے خواہ زبان سے وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہو تو جو شخص اللہ کا شریک بناتا ہے تو اس کا کیا حال ہوگا ؟